مقبوضہ کشمیر: خاموش نسل کشی اور عالمی گٹھ جوڑ

محمد مبارک شاہ

۵/اگست ۲۰۱۹ء کا دن تاریخِ کشمیر میں ایک ایسے تاریک موڑ کے طور پر یاد رکھا جائے گا جس نے خطے کی جغرافیائی اور سیاسی حرکیات کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ انڈیا کی جانب سے آئین کے آرٹیکل ۳۷۰ اور ۳۵-اے کا یک طرفہ خاتمہ محض ایک قانونی ترمیم نہیں تھی، بلکہ یہ وادیِ جموں و کشمیر پر مستقل سیاسی، جغرافیائی اور نظریاتی تسلط قائم کرنے کے اس طویل مدتی 'ہندوتوا ایجنڈے' کا نقطۂ آغاز تھا، جس کے سدباب کے لیے نئی دہلی کی حکومت، عشروں سے پَرتول رہی تھی (یہ حکومت بی جے پی کی ہو یا کانگریس کی، دونوں میں بدنیتی کا عنصر غالب طور پر دیکھا جاسکتا ہے)۔ آج، برسوں بعد، وادیِ کشمیر ایک ایسے جدید محاصرے میں ہے جہاں گولیوں کی گھن گرج سے زیادہ قانون، بیوروکریسی اور آبادیاتی تبدیلیاں ایک پوری قوم کی شناخت کو خاموشی سے نگل رہی ہیں۔

اگر ہم تاریخ کے اوراق پلٹیں، تو اگست سے نومبر ۱۹۴۷ء کے دوران پونچھ اور جموں میں ہونے والا مسلمانوں کا لرزہ خیز قتلِ عام یاد آتا ہے، جہاں مسلم اکثریتی خطے کو ہندو اکثریت میں بدلنے کے لیے دو لاکھ سے زیادہ نفوس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ موجودہ دور میں، ڈیجیٹل میڈیا، سیٹلائٹ نگرانی اور عالمی برادری کی موجودگی کے باعث انڈیا کے لیے وادی میں ایسا ننگا اور براہِ راست فوجی قتلِ عام کرنا سفارتی سطح پر نقصان دہ ہوسکتا ہے، لیکن اب یہی کام 'قانونی اور بیوروکریٹک نسل کشی' کے ذریعے، مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے مسلسل کیا جارہا ہے۔

نئے ڈومیسائل قوانین کے تحت لاکھوں غیر کشمیری ہندوؤں، مزدوروں اور ریٹائرڈ انڈین فوجیوں کو وادی کی مستقل شہریت دینا اور مسلم علاقوں میں خصوصی بستیاں قائم کرنا،

اسرائیل کے مغربی کنارے والے آبادکاری کے ماڈل کی ہو بہو عکاسی ہے۔ اس مہم کا واحد مقصد مسلم اکثریت کو اپنے ہی گھر میں معاشی اور سیاسی طور پر اقلیت بنانا ہے، تاکہ مستقبل میں استصوابِ رائے یا سیاسی عمل کو ہمیشہ کے لیے بے اثر کیا جاسکے۔

ہندوتوا نظریاتی اور تعلیمی یلغار

● نئی دہلی کے مقاصد صرف زمین پر قبضے تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان کا سب سے بڑا نشانہ کشمیریوں کا فکری، ثقافتی اور مذہبی تشخص ہے۔ جموں و کشمیر میں نافذ کردہ نیشنل ایجوکیشن پالیسی کے پردے میں نصابی کتابوں سے مسلم حکمرانوں اور کشمیر کی اپنی تاریخی شناخت کے ابواب حذف کیے جارہے ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں مسلم طلبہ کے لیے صبح کی اسمبلی میں ہاتھ جوڑ کر ہندو مذہبی بھجن گانا اور سوریا نمسکار (سورج کی پوجا) جیسے ہندوانہ طور طریقے لازمی کیے جا رہے ہیں، جس کا مقصد نئی نسل کے عقائد کو کمزور کرنا ہے۔

اس کے ساتھ ہی، کشمیر کی صدیوں پرانی تعلیمی اور رابطہ زبان 'اردو' کو بتدریج پسِ پشت ڈال کر، ہندی اور انگریزی کو زبردستی نافذ کیا جارہا ہے تاکہ نئی نسل اپنی تحریری تاریخ اور لٹریچر سے کٹ جائے۔

● اس فکری و تعلیمی یلغار کا سب سے بڑا نشانہ وادی کا وہ مضبوط ترین نیٹ ورک بنا ہے، جو کشمیری بچوں کو روایتی و اسلامی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی کردارسازی کررہا تھا۔ انڈین حکومت نے ایک سوچی سمجھی تعزیری اور تادیبی حکمتِ عملی کے تحت جماعتِ اسلامی جموں و کشمیر اور اس کے تعلیمی ونگ 'فلاحِ عام ٹرسٹ' (FAT) پر نہ صرف سخت ترین پابندی عائد کی، بلکہ ان کے خلاف ایک بے رحم اور انتقامی کریک ڈاؤن شروع کر دیا۔

اس تادیبی رویے کے تحت 'فلاحِ عام ٹرسٹ' کے زیرِ انتظام چلنے والے سیکڑوں نجی اسکولوں اور 'جامعہ سراج العلوم' جیسے بڑے تعلیمی اداروں اور مدارس کو 'انسدادِ دہشت گردی' کے کالے قوانین کے تحت جبراً سیل کر دیا گیا۔ ان اسکولوں کے بینک اکاؤنٹس منجمد کر دیے گئے اور ان کی اربوں روپے مالیت کی منقولہ و غیر منقولہ جائیدادیں سرکاری تحویل میں لے لی گئی ہیں۔ جماعت اسلامی کے مرکزی و مقامی قائدین اور اساتذہ کو بے بنیاد مقدمات میں جکڑ کر جیلوں

میں ڈال دیا گیا ہے، اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

● 'فلاحِ عام ٹرسٹ' کے متوازی، انڈین حکومت نے کشمیر میں ایک وسیع سرکاری اسکول نیٹ ورک کو انتہائی منظم انداز میں متحرک کیا ہے۔ یہ نیٹ ورک 'فلاحِ عام ٹرسٹ' کے بالکل الٹ، ایک ایسی نسل تیار کرنے کے لیے بنایا گیا ہے جو اپنے روایتی اسلامی عقائد سے بیزار اور فکری طور پر 'ہندموافق' ہو۔

ان اسکولوں میں سیکولرازم اور جدید تعلیمی اصلاحات کے نام پر بچوں کو مذہب سے دور کرنے والا مادہ پرستانہ ذہن تعمیر کیا جا رہا ہے، جہاں اسلامی شعائر کو پسماندگی کی علامت اور انڈین قوم پرستی کو ترقی کا واحد راستہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ نصاب اور تدریسی سرگرمیوں کا ڈھانچا اس طرح وضع کیا گیا ہے کہ طلبہ کے دلوں سے کشمیر کے دیرینہ سیاسی کاز اور مذہبی حمیت کا خاتمہ کیا جاسکے۔ مقامی دانش وراس عمل کو 'تعلیمی دہشت گردی' قرار دیتے ہیں، جس کے ذریعے لاکھوں کشمیری طلبہ کا مستقبل داؤ پر لگا کر انھیں نفسیاتی طور پر مغلوب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

مذہبی آزادی اور اوقاف پر قبضہ

کشمیر کا مسلم اکثریتی تشخص ہمیشہ سے انڈین قوم پرستی کے راستے میں سب سے بڑی نظریاتی دیوار رہا ہے۔ اس دیوار کو گرانے کے لیے حال ہی میں 'وقف بورڈ ترمیمی ایکٹ' متعارف کروایا گیا ہے۔ اس کے تحت مساجد، خانقاہوں اور مزارات کی اربوں روپے مالیت کی جائیدادوں کو انڈین بیوروکریسی کے ماتحت کیا جارہا ہے، اور ان مسلم بورڈز میں غیرمسلم ارکان کی شمولیت کا قانونی راستہ بھی ہموار کیا گیا ہے، جسے مقامی علما اپنی مذہبی خودمختاری پر سیدھا حملہ قرار دینے میں حق بجانب ہیں۔

وادی کی مساجد کی پروفائلنگ کی جارہی ہے اور خطباتِ جمعہ کی ڈیجیٹل مانیٹرنگ کی جاتی ہے، تاکہ کشمیر کی آزادی یا انسانی حقوق پر کوئی آواز بلند نہ ہوسکے۔ سرینگر کی تاریخی جامع مسجد کی بار بار تالہ بندی اور اہم اسلامی تہواروں پر پابندیاں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ وادی میں اسلامی راہ نمائی کو ایک سیکیورٹی رسک سمجھ کر دبایا جارہا ہے۔

اسرائیل کی عسکری سرگرمیوں کا تفصیلی احاطہ

مقبوضہ جموں وکشمیر میں انڈیا کی اس طویل مدتی مہم کو جس بیرونی عسکری وتکنیکی شراکت داری سے سب سے زیادہ توانائی مل رہی ہے، وہ اسرائیل ہے۔ دفاعی ماہرین کے مطابق، کشمیر کا خطہ اس وقت اسرائیل کی جدید ترین جنگی ٹکنالوجی اور جنگی نظریات کی تجربہ گاہ بن چکا ہے۔ اسرائیل کی عسکری سرگرمیاں اور اشتراک درج ذیل پانچ بڑے ستونوں پر کھڑا ہے:

۱- فضائی جاسوسی اور 'ڈرون وارفیئر' (Drone Warfare): لائن آف کنٹرول اور مقبوضہ وادی کے دشوار گزار پہاڑی راستوں پر چوبیس گھنٹے کڑی نظر رکھنے کے لیے انڈین فوج اسرائیل کے تیار کردہ ہیرون (Heron) اور سرچر (Searcher) ڈرونز کا استعمال کر رہی ہے۔ یہ ڈرونز تھرمل امیجنگ اور جدید ترین سنسرز سے لیس ہیں، جو عسکریت پسندوں کے ساتھ ساتھ مقامی شہریوں کی روزمرہ زندگی کی جاسوسی کے لیے بھی استعمال کیے جا رہے ہیں۔

۲- اربن وارفیئر اور کمانڈو ٹریننگ (Urban Warfare Training): بھارتی فوج کی راشٹریہ رائفلز اور اسپیشل فورسز کے دستوں کو تل ابیب کی خصوصی فوجی تنصیبات میں تربیت دی جاتی ہے۔ اسرائیلی دفاعی فورسز انڈین فوجیوں کو ان عسکری ہتھکنڈوں کی تربیت دیتی ہیں، جو وہ غزہ اور مغربی کنارے کے گنجان آباد مسلم علاقوں میں فلسطینیوں کی مزاحمت کچلنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اس میں گھروں کا محاصرہ کرنا، آبادی کو یرغمال بنانا، اور شہری علاقوں میں گوریلا جنگ لڑنا شامل ہے۔

۳- اسمارٹ فینسنگ اور بارڈر کنٹرول سسٹم: مقبوضہ کشمیر کے دفاعی نظام کو مضبوط کرنے کے نام پر لائن آف کنٹرول پر جو جدید باڑ اور الیکٹرانک سیکیورٹی دیواریں کھڑی کی گئی ہیں، وہ خالصتاً اسرائیلی ٹکنالوجی سے تیار کی گئی ہیں۔ اس میں حرکت کو محسوس کرنے والے سنسرز، لیزر گنز، اور نائٹ ویژن کیمرے شامل ہیں، جو اسرائیل کی اس متنازع 'سیکیورٹی دیوار' کی نقل ہیں، جو اس نے مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں بنا رکھی ہے۔

۴- جدید انفرادی اسلحہ اور صوتی ہتھیار: انڈین فوج کشمیر میں کارروائیوں کے لیے روایتی روسی کلاشنکوف کے بجائے اسرائیل کی تیار کردہ 'تاوور' (Tavor) اسالٹ رائفلز اور جدید

کا ربائنز کا استعمال کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ عمومی مظاہروں کو کچلنے کے لیے اسرائیل سے درآمد شدہ صوتی ہتھیار اور پیلٹ گنز کی جدید ترین شکلیں استعمال کی جا رہی ہیں، جو انسانی اعضاء کو ناکارہ بنا دیتی ہیں۔

۵- تعزیری مسماری (Punitive Demolitions): اسرائیل کی جانب سے فلسطینی حریت پسندوں کے خاندانوں کے گھروں کو بلڈوز کرنے کی عسکری حکمتِ عملی کو بھارتی فوج نے کشمیر میں ہو بہو اپنایا ہے۔ عسکریت پسندی کی حمایت کے شبہ میں کشمیری مسلمانوں کے مکانات، کاروباری دکانوں اور جائیدادوں کو دھماکوں سے اڑانا یا مسمار کرنا، اسی اسرائیلی جارحانہ ماڈل کا حصّہ ہے۔

انسانی حقوق کے اداروں کی ہولناک رپورٹس

اقوامِ متحدہ، ہیومن رائٹس واچ، فریڈم ہاؤس اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی حالیہ سالانہ رپورٹیں، مقبوضہ وادی کی مخدوش صورتِ حال پر شدید احتجاج کر رہی ہیں۔ ان عالمی اداروں کے مطابق، عسکریت پسندی کے خلاف جنگ کے نام پر اب تک ۲۸۰۰ سے زائد صحافیوں، طلبہ اور انسانی حقوق کے رضاکاروں کو 'پبلک سیفٹی ایکٹ' جیسے کالے قوانین کے تحت غیر قانونی طور پر حراست میں لیا گیا ہے۔ معلومات تک رسائی کو مکمل طور پر بلاک کرنے کے لیے ۸ ہزار سے زائد سوشل میڈیا اکاؤنٹس بلاک کیے گئے ہیں اور ۲۵ سے زائد اہم کتابوں پر پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ حراستی اموات اور تشدد کے منظم واقعات وادی کے سیاسی منظرنامے کو مزید بھیانک بنا رہے ہیں۔

پاکستان کی ریاست اور دینی تنظیموں کا فرض

ایسے وقت میں، جب کہ پاکستانی ریاست اندرونی معاشی و سیاسی عدم استحکام اور بین الاقوامی اسٹرے ٹیجک دباؤ کے باعث کشمیر پالیسی پر ایک غیر معمولی دفاعی خاموشی اختیار کیے ہوئے دکھائی دیتی ہے، پاکستان کی دینی اور نظریاتی تنظیموں کی ذمہ داری دگنی ہو جاتی ہے۔ اس ماحول میں جماعتِ اسلامی جیسی منظم نظریاتی جماعتیں، جن کا کشمیر کی تحریکِ آزادی کے ساتھ ایک طویل، فکری اور خون کا رشتہ رہا ہے، اپنا یہ تاریخی فرض ادا کر رہی ہے۔ مگر یہ چیلنج جتنا بڑا ہے، اسے

دیکھ کر ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کشمیر کے مقدمے کو عوامی اور عالمی فورمز پر زندہ رکھنے کے لیے نئے سرے سے صف بندی کی جائے اور تسلسل قائم رکھنے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

پاکستان کے مذہبی اداروں اور علمائے کرام کو مساجد، منبر و محراب اور عوامی سیمی ناروں کے ذریعے پاکستانی عوام، بالخصوص نئی نسل میں کشمیر کی نظریاتی تڑپ کو برقرار رکھنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی، اوورسیز نیٹ ورکس اور عالمی مسلم تنظیموں کے ذریعے انڈیا کے 'ثقافتی اور تعلیمی جبر' کو بے نقاب کرنا، اور آئینی دائرے میں رہ کر ریاستی پالیسی پر پرامن دباؤ قائم رکھنا وہ راستہ ہے، جس کے ذریعے وادی کے مظلوم مسلمانوں کو تنہائی اور مایوسی کے اندھیروں سے نکالا جاسکتا ہے۔

مقبوضہ کشمیر اس وقت اپنی تاریخ کے نازک ترین اور فیصلہ کن دور سے گزر رہا ہے۔ اگر عالمی ضمیر، انسانی حقوق کے علَم برداروں، اُمتِ مسلمہ، خصوصاً مملکت خداداد پاکستان نے انڈیا کی اس خاموش، قانونی اور آبادیاتی نسل کشی پر مجرمانہ خاموشی برقرار رکھی، تو جغرافیائی نقشے پر وادیِ کشمیر کا نام تو شاید موجود رہے، لیکن اس کا صدیوں پرانا اسلامی، ثقافتی اور تاریخی تشخص ہمیشہ کے لیے مٹ جائے گا۔ یہ وقت سطحی بیانات کا نہیں، بلکہ علمی، قانونی، سفارتی اور عوامی سطح پر اس فکری و جغرافیائی جارحیت کے خلاف ایک مضبوط اور پائیدار بند باندھنے کا ہے۔